باکس 1.1: بڑھتے ہوئے جغرافیائی سیاسی تناؤ اور بدلتے ہوئے عالمی مالیاتی حالات کے درمیان مالی استحکام کو خطرات

گذشتہ چند برسوں میں دنیا تیزی سے بدلتے ہوئے عالمی اقتصادی اور جغرافیائی سیاسی ماحول سے ابھرنے والے نمایاں اور پیچیدہ چیلنجوں کا سامنا کر رہی ہے۔ کووڈ 19 کے تناظر میں نہ صرف وافر سیالیت اور شرح سود میں بڑی بڑی کٹوتیوں نے، جنہیں غیر معمولی زری اور مالیاتی محرکات نے آگے بڑھایا، دنیا بھر میں مالی کمزوریاں پیدا کیں[1] بلکہ پیچیدہ سپلائی چین کی لچک کے بارے میں سوالات بھی اٹھا دیے۔

عالمی وبا کے دوران کمزور عالمی معاشی حالات اور حکومتوں کی اضافی مالی ضروریات کے دور میں بینکوں نے خاصے ڈپازٹس اور سیالیت کا رخ خطرے سے پاک طویل مدتی تمسکات کی طرف کیا[2] جس سے انہیں شرح سود میں ممکنہ اضافے کی صورت میں مارکیٹ کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ جب عالمی معیشت وبا کے دھچکے سے بحفاظت نکل آئی اور 2021ء میں نمایاں طور پر بحالی کی طرف چلی[3] تو مہنگائی کے دباؤ تیزی سے ابھرنا شروع ہوئے جو وبا کے بعد طلب اور رسد کے سلسلے کی رکاوٹوں میں بحالی کو ظاہر کرتے ہیں۔ 2021ء میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں 53.0 فیصد اضافہ ہوا جو 2004ء کے بعد سب سے زیادہ اضافہ تھا (**شکل 1.1.1**)۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں کے برعکس، ترقی یافتہ معیشتوں میں زیادہ تر مرکزی بینکوں نے مہنگائی کے دباؤ کو عارضی سمجھتے ہوئے 2021ء کے آخر تک زری پالیسی موقف کو نرم رکھا۔[4]

شکل 1.1.1: اجناس کی عالمی قیمتوں کا اشاریہ (سال بسال نمو)

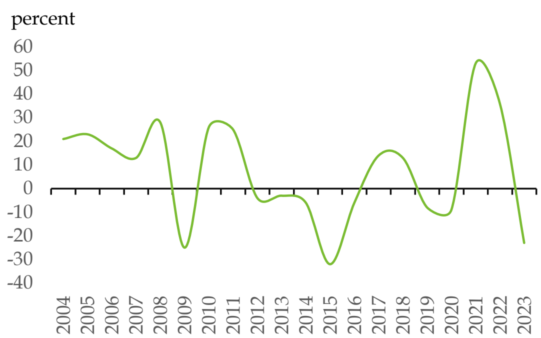

Source: International Monetary Fund

2022 کے ابتدائی مہینوں میں روس یوکرین تنازع ابھرنے سے نہ صرف اجناس کی عالمی قیمتیں بڑھیں[5] بلکہ نہایت اہم اجناس کے لیے جو جغرافیائی سیاسی انحصار کیا جاتا ہے اس کی اقتصادی سلامتی پر سنگین خدشات بھی اجاگر ہوئے۔ تنازع کا ارتقا غیر یقینی تھا اور مہنگائی کی توقعات مستحکم ہونے کا خطرہ موجود تھا، چنانچہ اس تناظر میں بڑے مرکزی بینکوں نے زری سختی کے ایسے راستے پر قدم رکھ دیا جس کی کوئی مثال اپنی شدت اور تعداد کے لحاظ سے پہلے کبھی نہ تھی۔ مثال کے طور پر، فیڈرل ریزرو نے جون 2022ء میں فیڈرل فنڈز کی شرح میں 75 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا، جو 1994ء کے بعد سے سب سے زیادہ جارحانہ سختی ہے۔[6,7] اس کے علاوہ، یورپی مرکزی بینک نے 11 سال میں پہلی بار جولائی 2022ء میں اپنی پالیسی شرحوں میں 50 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔[8] مزید برآں، بینک آف انگلینڈ نے اپنی شرح سود میں 2022ء اور 2023ء میں بالترتیب 325 اور 175 بیسس پوائنٹس اضافہ کیا۔

کئی دہائیوں کی بلند مہنگائی، سخت مالی حالات، اور مشرقی یورپ میں تنازع وغیرہ کے نتیجے میں عالمی اقتصادی نمو 2022ء میں گر کر 3.5 فیصد رہ گئی۔[9] اگرچہ 2023ء میں مہنگائی کا عالمی دباؤ معتدل ہوا، ترقی یافتہ ملکوں کے مرکزی بینکوں نے سخت موقف برقرار رکھا۔ نمو میں بڑی رکاوٹیں، منجملہ دیگر چیزوں کے یہ تھیں کہ 2023ء میں عالمی پیداوار بڑھنے کی رفتار گھٹ کر 3.2 رہ گئی جس سے جغرافیائی معاشی تقسیم[10] اور زری سختی کے اثرات میں اضافہ ہو گیا۔[11]

---

[1] ترقی یافتہ معیشتوں اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں پر عمومی سرکاری قرضوں میں عالمی وبا کے محرکات کی وجہ سے اضافہ ہوا۔ قرض کی سطح 2020ء میں جی ڈی پی کے 123 فیصد تک بڑھ گئی جو ترقی یافتہ معیشتوں میں 2019ء میں 104 فیصد تھی (2023ء میں 112 فیصد)۔ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں قرض کی سطح 2019ء کی 56 فیصد سے بڑھ کر 66 فیصد ہو گئی (2023 میں 68 فیصد)۔

[2] مثال کے طور پر، 2022ء کے آغاز میں امریکی بینکوں کے پاس 24 ٹریلین ڈالر کے اثاثے تھے۔ مجموعی اثاثوں کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ سیکیورٹیز میں، زیادہ تر ٹریژریز یا مارگیج والے بانڈز میں لگایا گیا تھا۔

[3] عالمی پیداوار میں 2021ء میں 6.5 فیصد اضافہ ہوا جب کہ 2020ء میں 2.7 فیصد سکڑ گئی تھی۔

[4] صرف بینک آف انگلینڈ نے دسمبر 2021ء میں زری سختی کا آغاز کیا۔

[5] تنازع نے قیمتوں پر دباؤ مزید بڑھایا کیونکہ روس اور یوکرین خوراک اور توانائی کی مختلف اشیا کی عالمی سپلائی چین میں دو اہم فریق ہیں۔

[6] https://www.cnbc.com/2022/06/15/fed-hikes-its-benchmark-interest-rate-by-three-quarters-of-a-point-the-biggest-increase-since-1994.html

[7] فیڈرل فنڈز کی شرح 2022ء میں مجموعی طور پر 425 بی پی ایس بڑھی جبکہ 2023ء میں مزید 75 بی پی ایس کا اضافہ ہوا جو 2023ء کے آخر تک 5.25 فیصد تک پہنچ گئی۔

[8] ای سی بی نے 2022ء میں اپنی شرح سود میں 200 بی پی ایس اور 2023ء میں بھی 200 بی پی ایس کا اضافہ کیا۔ 2023ء کے آخر تک اس کی مرکزی ری فنانسنگ آپریشن کی شرح 4.5 فیصد تک پہنچ گئی۔

[9] آئی ایم ایف۔ (2022ء)۔ عالمی اقتصادی منظر نامہ۔ اکتوبر

[10] ڈبلیو ٹی او کے مطابق، موجودہ کثیر جہتی تجارتی نظام کی روح میں شامل شراکتی نقطہ نظر کے بجائے زیادہ مقامی اور اپنے بلاک کے ساتھ تجارت اور یکطرفہ پالیسیوں اپنانا جغرافیائی واقتصادی تقسیم ہے۔

[11] آئی ایم ایف۔ (2023ء)۔ عالمی اقتصادی منظر نامہ۔ اکتوبر

اہم مرکزی بینکوں کی طرف سے تیز رفتار زری سختی کے علاوہ، عالمی معیشت کو جغرافیائی و اقتصادی تقسیم کے بڑھتے ہوئے خطرات کا سامنا ہے۔ یہ بات 2019ء سے 2022ء تک تجارتی پابندیوں میں تقریباً تین گنا اضافے سے ظاہر ہے۔ نئی عائد کردہ تجارتی رکاوٹوں کی تعداد تقریباً 3,000 تک پہنچ گئی جو 2010ء کے بعد سب سے زیادہ ہے۔[12] آئی ایم ایف کے مطابق، زیادہ تجارتی پابندیاں طویل مدت میں عالمی پیداوار 7 فیصد کم کر سکتی ہیں۔ امریکہ اور چین کے درمیان بڑھتی ہوئی رقابت، کووِڈ-19 کی وبا اور روس یوکرین تنازع کے پس منظر میں بڑی اقتصادی طاقتیں "ڈی رسکنگ" کی طرف مائل ہو رہی ہیں[13] تاکہ اپنے اہم انفراسٹرکچر اور سپلائی چینز کو محفوظ رکھ سکیں۔ CHIPs[14] اور سائنس ایکٹ 2022ء[15] جیسے قوانین امریکہ اور یورپی یونین کی نئی اقتصادی سلامتی کی حکمت عملی میں[16] بدلتے ہوئے عالمی اقتصادی نظام کا اظہار ہیں۔[17] ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کا کہنا ہے کہ بین الاقوامی تجارت بتدریج جغرافیائی و سیاسی مفادات کے ساتھ منسلک ہو رہی ہے، یہ عمل نیئر-شورنگ / فرینڈ-شورنگ کہلاتا ہے۔[18]

اگرچہ میکرو اکنامک اور مالی استحکام کو لاحق خطرات جو جغرافیائی و اقتصادی تقسیم سے پیدا ہوئے ہیں بتدریج ابھرتے دکھائی دیتے ہیں،[19] تاہم فیڈرل ریزرو کی طرف سے چار دہائیوں میں پالیسی شرح میں اضافے کی تیز ترین رفتار[20] نے امریکہ میں بعض بینکوں میں سنگین خطرات کو بے نقاب کیا، اور جس سے 2023ء کے دوران عالمی مالی استحکام کے لیے خدشات ظاہر ہوئے۔ مارچ 2023ء میں صرف ایک ہفتے کے دوران امریکہ کی سلیکون ویلی بینک (ایس وی بی) میں درمیانے درجے کے تین بینک ناکام ہو گئے۔ واضح رہے کہ ایس وی بی امریکہ کا 16 واں سب سے بڑا قرض دہندہ ہے، اور ایک ہی دن میں 42 ارب ڈالر کے ڈپازٹس تیزی سے نکالے جانے کی وجہ سے وہ دباؤ کا شکار ہو گئے۔ ایس وی بی کی فنڈنگ جو وبا کے دوران بڑھی، ٹیکنالوجی کے اسٹارٹ اپ اداروں پر مرکوز تھی۔ یہ بڑی حد تک غیر بیمہ شدہ تھی (یعنی ڈھائی لاکھ ڈالر کی حد سے زائد) جبکہ اس کے اثاثوں کی محفوظ تا عرصیت (Held to Maturity) پورٹ فولیو میں بھاری سرمایہ کاری کی گئی تھی۔ جب شرح سود میں نمایاں اضافہ ہوا اور نتیجتاً فنانسنگ تک رسائی مہنگی ہو گئی تو ایس وی بی کے کلائنٹس نے سیالیت کا دباؤ پڑنے پر تیزی سے اپنے ڈپازٹس پر انحصار کرنا شروع کر دیا۔ بڑے پیمانے پر ڈپازٹس کی واپسی کا سامنا کرنے پر بینک نے اپنی 21 ارب امریکی ڈالر کی تمسکات فروخت کیں اور 1.8 ارب ڈالر مالیت کے مارکیٹ کے نقصانات اٹھائے۔ ایس وی بی کو شرح سود کے خطرے کا سامنا تھا جس کے سبب ڈپازٹس کے اخراج میں مزید اضافہ ہوا، نیز اس نے یہ اعلان بھی کیا کہ اپنے نقصانات کو پورا کرنے کے لیے وہ سرمایہ اکٹھا کرے گا۔ آخر کار، ایس وی بی کو 10 مارچ 2023ء کو فیڈرل ڈپازٹ انشورنس کارپوریشن کی تولّیت (receivership) کے تحت دے دیا گیا۔[21]

12 مارچ 2023ء کو سگنیچر بینک بھی، جو ڈپازٹس کے لحاظ سے 30 واں سب سے بڑا بینک ہے، اپنے ڈپازٹس سے تیز رفتار انخلا (run on) کی وجہ سے ناکام ہو گیا۔[22] ایس وی بی کی طرح، اس کے 90 فیصد ڈپازٹس غیر بیمہ شدہ تھے۔ ایس وی بی سے پیدا ہونے والے خوف وہراس کی بنا پر سگنیچر بینک کے صارفین نے اپنے ڈپازٹس کو جے پی مورگن چیز اور سٹی گروپ سمیت بڑے بینکوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ دونوں واقعات میں ڈپازٹس کے اخراج کی رفتار اور شدت اس لیے عدیم النظیر تھی کہ ڈپازٹرز ڈجیٹل بینکنگ استعمال کر رہے تھے اور سوشل میڈیا نے انہیں باخبر رکھا تھا۔[23]

---

[12] https://www.imf.org/en/Blogs/Articles/2023/08/28/the-high-cost-of-global-economic-fragmentation

[13] باہم منحصر دنیا کی طرف سے پیدا ہونے والی زد پذیریوں سے نمٹنے کا عمل۔

[14] میک کینزی کے مطابق، روس یوکرین جنگ کے دوران اپنی سپلائی چین کو علاقائی بنانا جن عالمی فرموں کی منصوبہ بندی ہے ان فرموں کا تناسب 2021ء کے مقابلے 2022ء میں تقریباً دگنا یعنی 45 فیصد ہو گیا۔

[15] اس ایکٹ کا مقصد امریکی اشیاسازی، سپلائی چین، اور قومی سلامتی کو مضبوط کرنا، اور تحقیق و ترقی، سائنس اور ٹیکنالوجی، اور مستقبل کی افرادی قوت میں سرمایہ کاری کرنا ہے تاکہ امریکہ کو مستقبل کی صنعتوں، بشمول نینو ٹیکنالوجی، صاف توانائی، کوانٹم کمپیوٹنگ، اور مصنوعی ذہانت کا قائد بنایا جاسکے۔

[16] جون 2023 میں جاری کردہ یہ حکمت عملی چار شعبوں میں اقتصادی سلامتی کو درپیش خطرات کا مکمل جائزہ لے گی جن میں سپلائی چین کی لچک، اہم انفراسٹرکچر کی طبعی اور سائبر سیکورٹی، ٹیکنالوجی سیکورٹی اور ٹیکنالوجی کا رساؤ، اور معاشی انحصار یا معاشی جبر کے ہتھیار بنانے کے خطرات شامل ہیں۔

[17] https://www.centralbank.ie/news-media/press-releases/navigating-risks-geo-economic-fragmentation-remarks-vasileios-madouros-deputy-governor-1-september-2023

[18] ڈبلیو ٹی او (2023ء)۔ عالمی تجارتی رپورٹ: ایک محفوظ، شمولیتی اور پائیدار مستقبل کے لیے نو عالمگیریت

[19] اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمی جی ڈی پی میں عالمی تجارت کا حصہ 60 فیصد ہے اور نسبتاً مستحکم ہے تاہم دوطرفہ تجارتی تعلقات میں ٹوٹ پھوٹ کے آثار ابھر رہے ہیں۔

[20] https://www.economist.com/leaders/2023/03/16/whats-wrong-with-the-banks

[21] ایف ڈی آئی سی کی تازہ ترین معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ فرسٹ سٹیزنز بینک اینڈ ٹرسٹ کمپنی نے سلیکون ویلی برج بینک کے تمام ڈپازٹس اور قرضے خریدنے پر اتفاق کیا ہے۔

[22] فلیگ اسٹار بینک، نیشنل ایسو سی ایشن، ہکس وِل، نیویارک دراصل نیویارک کمیونٹی بینکارپ کی مکمل ملکیتی ذیلی کمپنی ہے جس نے تقریباً تمام ڈپازٹس (ماسوائے ڈجیٹل اثاثہ جات کے بینکاری کاروبار سے متعلق تقریباً 4 ارب ڈالر کے ذخائر) اور سگنیچر بینک کے بعض قرضہ جزدان (پورٹ فولیو) حاصل کر لیے۔

[23] ایس وی بی سے پہلے امریکی تاریخ میں بینک کی سب سے بڑی ناکامی واشنگٹن میوچل کی تھی، جس سے 39 دنوں میں تقریباً 28 ارب ڈالر کے ڈپازٹ کا اخراج ہوا تھا۔ اس کے برعکس، ایس وی بی سے ایک ہی دن میں 40 ارب ڈالر سے زائد کے ڈپازٹس نکالے گئے اور اگلے دن 100 ارب ڈالر سے زائد نکالے جانے کی توقع تھی۔

ایس وی بی اور سگنیچر بینک کی ناکامی نے فرسٹ ریپبلک بینک پر دباؤ بڑھایا، جو 68 فیصد غیر بیمہ شدہ ڈپازٹس کے ساتھ اثاثوں کے لحاظ سے 14 ویں نمبر پر ہے۔ 2023ء کی پہلی سہ ماہی میں اس بینک کے 41 فیصد ڈپازٹس نکال لیے گئے۔ اگرچہ 11 سب سے بڑے بینکوں نے مل کر مارچ 2023ء کے دوران فرسٹ ریپبلک بینک کے مالی اخراجات کے لیے 30 ارب ڈالر فراہم کیے تاہم مارکیٹ کے احساسات میں بہتری نہیں آئی اور بینک کو بالآخر یکم مئی 2023ء کو بند کر دیا گیا۔[24] کرپٹو کرنسی میں فعال سب سے بڑے بینکوں میں سے ایک سلور گیٹ بینک کی ناکامی کی وجہ بنیادی طور پر نظم ونسق کے مسائل کی وجہ سے کرپٹو ایکسچینج (ایف ٹی ایکس) کا انہدام تھا۔ اس بینک سے 2022ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران 8 ارب ڈالر کے ڈپازٹس نکالے گئے۔ نیز ڈپازٹ نکالے جانے سے پیدا ہونے والے خلا کو پورا کرنے کے لیے اسے قرضہ جاتی تمسکات (debt securities) کو فروخت کرنا پڑا، جنہیں محفوظ تا عرصیت رکھا گیا تھا، اس سے ایک ارب ڈالر کا مارک ٹو مارکیٹ نقصان ہوا۔[25] نظم ونسق ہی کے مسائل نے کریڈٹ سوئس کو، جو عالمی سطح پر ایک اہم بینک (Globally Systemically Important Bank) اور سوئزر لینڈ کا دوسرا بڑا بینک ہے، مارچ 2023ء کے دوران منہدم کر دیا۔ سوئس سنٹرل بینک نے فوری طور پر 54 ارب ڈالر فراہم کر کے سیالیت بڑھانے کی کوشش کی لیکن بالآخر یو ایس بی بینک نے اسے 3.5 ارب ڈالر میں خرید لیا۔

امریکہ میں اس بینکاری بحران نے تین اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا۔[26] اول، ناکام بینک فنڈنگ کے ارتکاز کے خطرے سے دوچار تھے تھا کیونکہ وہ غیر بیمہ شدہ ڈپازٹرز پر نمایاں طور پر انحصار کرتے تھے۔[27] جب تناؤ پیدا ہوا تو ان ڈپازٹرز کا فوری اور عام انداز میں ردِ عمل سامنے آیا۔ دوم، ان بینکوں کو شرح سود تیزی سے بڑھنے کی وجہ سے باز قدر پیمائی (revaluation) کے بڑے پیمانے پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ ان کے پاس پیش بندی سے محروم (un-hedged) اور طویل مدتی معینہ شرح والی قرضہ تمسکات تھیں۔ سوم، بینکوں کی جانب سے شرح سود کے خطرے کا انتظام ناقص تھا۔ اس کے علاوہ 250 ارب امریکی ڈالر سے کم اثاثوں والے بینکوں کے لیے ضوابط نسبتاً نرم تھے جس نے بحران کو بڑھایا۔[28]

جغرافیائی سیاسی خطرات کے دور میں مالی استحکام یقینی بنانے کی پالیسیاں:

چونکہ جغرافیائی سیاسی تناؤ مالی تقسیم لانے کا باعث بن سکتا ہے،[29] اس لیے جغرافیائی سیاسی خطرات اور قرضہ، مارکیٹ، سیالیت اور آپریشنل خطرات کے درمیان تعامل کی نگرانی بہت ضروری ہے۔[30] مزید برآں، نگراں اداروں کو اس امر کی ضرورت ہے کہ جغرافیائی سیاسی دھچکے کی مالی اداروں کو منتقلی کا پیشگی اندازہ لگانے کے لیے ایک نظامیاتی (systematic) طریقہ کار تشکیل دیں۔ جن ممالک کو جغرافیائی سیاسی تنازعات کا زیادہ سامنا ہے ان کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ بین الاقوامی ذخائر کے مضبوط بفر بنائیں تاکہ جب کبھی سرمائے کا بیرونِ ملک بہاؤ اچانک تبدیل ہو تو بحران پیدا نہ ہو۔ نیز، مالی اداروں میں بڑے سرمائے کے بفر اس طرح کے خطرات کم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

امریکہ میں بینکاری بحران سے سیکھے گئے سبق:

- بحران نے انکشاف کیا کہ مضبوط ضوابط سے مضبوط بینک بنتے ہیں۔ بینکوں کی اصابت (resilience) کے لیے لازم ہے کہ ضوابطی فریم ورک طاقتور اور مستقل ہو جو سرمائے کے تناسب اور انتظامِ خطر کو مضبوط کرے اور زد پذیریوں کے ممکنہ اثرات کو کم کرے۔
- اس افراتفری سے ظاہر ہوا کہ معلومات کے تیز رفتار بہاؤ کے دور میں ایک ایسا بینک بھی جسے نظامی (systemic) بینک نہیں سمجھا جاتا، مالی منڈیوں میں بہت زیادہ تناؤ کا باعث بن سکتا ہے۔
- جب بلند خالص قدر والے (high net worth) ڈپازٹرز اپنے اثاثوں کا ایک بڑا حصہ معینہ شرح والی (طویل مدتی) تمسکات میں لگائیں تو سپروائزروں پر لازم ہے کہ ابھرتے ہوئے خطرات کی بروقت تشخیص کے لیے بینکوں کے کاروباری ماڈلز سے پوری طرح آگاہ ہوں۔
- بینکوں کو یہ بات یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ سرمائے کی پوزیشن، انتظامِ خطر اور نظم ونسق کا فریم ورک غیر یقینی اور غیر مستحکم ماحول پر حاوی آنے کے لیے اپنی لچک کو مضبوط کرے۔
- بینک کے سپروائزروں کو ابھرتے ہوئے میکرو مالی خطرات کو درست طریقے سے سمجھنے اور اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ بینک متعلقہ انکشاف اور زد پذیریوں کا مناسب طریقے سے انتظام کریں۔
- یہ ضروری ہے کہ تناؤ کے وقت، ایک ضابطہ ساز ادارے کے پاس صورت حال کی حرکیات سے نمٹنے کے لیے پالیسی اپنانے کے متعدد راستے ہوں۔

[24] جے پی مورگن چیز بینک نے فرسٹ ری پبلک بینک کے تمام ڈپازٹس اور بڑی حد تک تمام اثاثے سنبھال لیے۔

[25] بینک رضاکارانہ طور پر 8 مارچ 2023ء کو ختم کر دیا گیا اور ڈپازٹرز کو مکمل ادائیگی کا اعلان کیا گیا۔

[26] ریزرو بینک آف آسٹریلیا (2023ء)۔ مالی استحکام کا جائزہ۔ اپریل

[27] 2022ء کے آغاز پر امریکی بینکوں کے پاس مجموعی ڈپازٹس 19 ٹریلین ڈالر تھے، جن میں سے تقریباً نصف ایف ڈی آئی سی کی طرف سے بیمہ شدہ نہیں تھے۔

[28] امریکہ میں ناکام بینکوں کو نظامیاتی لحاظ سے اہم نہیں سمجھا گیا کیونکہ ان کے اثاثوں کا حجم طے شدہ حد سے نیچے تھا۔ امریکہ میں، ایسے بینکوں کو لکویڈیٹی کوریج ریشو (LCR) یا Net Stable Funding Ratio جیسے معیاری رسک میٹرکس کو برقرار رکھنے اور عوامی طور پر مشتہر کرنے سے استثنیٰ حاصل ہے۔

[29] مالی تقسیم سے بینکوں کی فنڈنگ کی لاگت بڑھ سکتی ہے، منافع کم ہو سکتا ہے اور قرض دینے میں سکڑاؤ پیدا ہو سکتا ہے جس سے حقیقی معاشی سرگرمیوں پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

[30] آئی ایم ایف۔ (2023)۔ عالمی مالی استحکام کی رپورٹ۔ اپریل

- آخر میں، ڈجیٹل بینکاری اور سوشل میڈیا کے باہمی اشتراک سے ڈپازٹس کا عدیم النظیر اخراج بینک کے انتظامِ سیالیت کے لیے ایک اہم چیلنج بن رہا ہے۔

پاکستان کا معاملہ:

چونکہ روس اور یوکرین کے تنازع نے اجناس کی عالمی قیمتوں (مثلاً تیل اور مائع قدرتی گیس) کو مزید متاثر کیا اور عالمی مالی حالات کو سخت کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا، چنانچہ پاکستان کو بیرونی کھاتے کے محاذ پر مشکل ماحول کا سامنا کرنا پڑا۔ غزہ اور اسرائیل کے درمیان تازہ تنازع سے سپلائی کی عالمی زنجیر میں خلل پڑنے کے خطرات شامل ہیں، کیونکہ مشرق وسطیٰ توانائی کی بین الاقوامی فراہمی کا ایک اہم علاقہ ہے، جس سے پاکستان کے لیے معاشی استحکام کا منظرنامہ پیچیدہ ہوسکتا ہے۔ بحیرہ احمر میں مسلسل خلل رہنے سے کنٹینر کی شپنگ لاگت میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔[31]

شعبہ بینکوں پر ممکنہ تناؤ کے تناظر میں ملکی شعبہ بینکاری بھی امریکہ کے ناکام بینکوں کی طرح بیلنس شیٹ کی منفرد خصوصیات کا اشتراک نہیں کرتا۔ اگرچہ یہ شعبہ اسٹیٹ بینک کے مضبوط ریگولیٹری اور نگراں فریم ورک کے تحت مستحکم اور لچکدار رہا ہے۔ ملکی بینکوں کو، خواہ ان کا حجم سائز کچھ بھی ہو[32]، چاہیے کہ تمسکات کی تحویل پر (اپنی آمدنی اور سرمائے میں)[33] اُن غیر حاصل شدہ فوائد / نقصان کو شناخت کریں جو محفوظ برائے تجارت (ایچ ایف ٹی) اور دستیاب برائے فروخت کے زمروں کے تحت آتی ہیں۔[34] مزید برآں محفوظ تا عرصیت جزدان میں بینکوں کی سرمایہ کاری مجموعی سرمایہ کاری کا صرف 9 فیصد ہے۔ تمام بینک بازل سوم کے فریم ورک کے تابع ہیں جو منجملہ دیگر چیزوں کے، داخلی کفایتِ سرمایہ (internal capital adequacy) کی منصوبہ بندی کا تقاضا کرتا ہے تاکہ تمام ممکنہ خطرات کا احاطہ کیا جائے، اور ایک کلیدی آلے کے طور پر تناؤ کی جانچ کا تصور پیش کرتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے تناؤ کی جانچ کے تفصیلی رہنما خطوط بھی جاری کیے ہیں جو دونوں منظرناموں (میکرو اسٹریس ٹیسٹ) اور واحد عنصر کی حساسیت کے تجزیے کا احاطہ کرتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مارکیٹ کی قیمتوں کے شدید دھچکے بشمول شرح سود کے خطرات، جذب کرنے کے لیے سرمائے کے کافی بفرز بینکوں کے پاس موجود ہیں۔ تناؤ کی جانچ کے نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ شرحِ کفایتِ سرمایہ ضوابطی تقاضوں سے بالاتر رہے گی، بشمول محفوظ تا عرصیت جزدان۔

جہاں تک واجبات کا سوال ہے تو ملکی بینکوں کی فنڈنگ کی بنیاد مستحکم ہے۔ اس کے علاوہ، ڈپازٹ پروٹیکشن کارپوریشن (ڈی پی سی) نے ہر ڈپازٹر کو 5 لاکھ روپے تک کا بیمہ تحفظ دے کر حفاظتی پناہ فراہم کی ہے۔[35] 2016ء کے ڈی پی سی ایکٹ کے تحت، مجموعی ڈپازٹرز میں سے 94 فیصد مکمل طور پر محفوظ ہیں۔

---

[31] آئی ایم ایف۔ (2024)۔ عالمی اقتصادی منظرنامہ اپ ڈیٹ۔ جنوری

[32] امریکہ میں، صرف بہت بڑے بینکوں کو اپنے دستیاب برائے فروخت تمام بانڈز کو مارکیٹ کرنے کے لیے نشان زد کرنا ہوتا ہے۔

[33] محفوظ برائے تجارت اور دستیاب برائے فروخت کے عوض غیر حاصل شدہ منافع / نقصانات بالترتیب آمدنی اور سرمائے کو متاثر کرتے ہیں۔

[34] دسمبر 2023ء کے آخر تک، دستیاب برائے فروخت اور محفوظ برائے تجارت میں بینکوں کی سرمایہ کاری کل سرمایہ کاری کا بالترتیب 87 فیصد اور 3 فیصد رہی۔ نیز، سرکاری سکیورٹیز پر بینکوں کے باز قدر پیمائی کے نقصانات دسمبر 2023ء کے آخر تک کم ہو کر 126.7 ارب روپے رہ گئے جو ایک سال پہلے 235.8 ارب روپے تھے۔

[35] https://www.sbp.org.pk/press/2023/Pr-05-Oct-2023.pdf